ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

اسلامی فقہِ السیَر کی روشنی میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ معاشرتی تعلقات کی اصولی بنیادیں اور ان کی عصری تطبیقات

THE NORMATIVE FOUNDATIONS OF SOCIAL RELATIONS WITH NON-MUSLIM MINORITIES IN THE LIGHT OF ISLAMIC FIQH AL-SIYAR AND THEIR CONTEMPORARY APPLICATIONS

Dr Muhammad Imran
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,University of Kotli Azad Jammu And Kashmir.
muhammadimran254@gmail.com
Dr.Nighat Akram
Assistant Professor(Islamic Studues),University of Poonch Rawalakot Ajk.
nighatakram@upr.edu.pk
Bushra Taj
PhD Scholar, Department of Islamic studies, Teacher at Lahore Grammar School, Samanabad Branch,Lahore Leads University.
bush1993ra@gmail.com

Abstract

This study presents a comprehensive examination of the foundational principles of social relations with non-Muslim minorities and their contemporary applications in the light of Islamic Fiqh al-Siyar. Fiqh al-Siyar provides a normative and jurisprudential framework that guides social life through the principles of justice, equality, good conduct, and coexistence, offering effective and practical guidelines for implementing the rights and duties of non-Muslim minorities. The study begins by elucidating the concept, scope, sources of legislation, and principles of derivation of Fiqh al-Siyar, providing an intellectual foundation for understanding the fundamental rights, legal status, and social participation of non-Muslim communities.The research further explores the commonalities and differences in the rights and responsibilities of non-Muslim minorities across various Islamic schools of thought and illustrates how different jurisprudential interpretations have operationalized these rights. Through historical examples, particularly during the Rashidun and Abbasid periods, the study demonstrates that the rights of non-Muslim citizens were not merely theoretical principles but were practically enforced. These practical applications included financial obligations (such as Jizya), educational freedom, religious practices, and cultural and social participation, all of which ensured social harmony, justice, and coexistence.

Moreover, the study highlights the relevance of Fiqh al-Siyar principles in contemporary states, modern human rights systems, and international legal frameworks. It shows that Islamic jurisprudence provides practical guidance for safeguarding the rights, equality, and participation of non-Muslim minorities, not only in historical contexts but also in today's multi-religious and multicultural societies. The principles of contemporary human rights, such as life, freedom, equality, religious liberty, and legal protection, are fully compatible with the precepts of Fiqh al-Siyar and offer practical guidance for implementing non-Muslim citizens' rights and responsibilities within modern national and international legal contexts.This study offers a comprehensive analysis of non-Muslim minorities' rights and duties, social protection, justice and benevolence, religious and social freedom, education, economic and cultural participation, and the practical manifestations of these jurisprudential principles. The research establishes that Fiqh al-Siyar provides not only theoretical but also practical frameworks for protecting non-Muslim minorities, ensuring their fundamental rights, and maintaining social harmony.The importance of this study is especially significant in contemporary multi-religious and multicultural societies, where challenges, legal obstacles, and human rights issues concerning non-Muslim minorities persist. The study demonstrates that Fiqh al-Siyar provides a normative and practical guideline that aligns with modern human rights standards, international laws, and national citizenship principles. It bridges jurisprudence, law, history, and human rights scholarship, offering scholars, legal practitioners, social leaders, and policymakers practical and academic guidance regarding the protection, equality, and inclusion of non-Muslim minorities.

Keywords: Fiqh al-Siyar, Non-Muslim Minorities, Social Relations, Human Rights, Contemporary Applications, Interfaith Cooperation

یہ تحقیق اسلامی فقہِ السیر کی روشنی میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ معاشرتی تعلقات کی اصولی بنیادوں اور ان کی عصری تطبیقات کا جامع مطالعہ پیش کرتی ہے۔ فقہِ السیَر ایک ایسا فقہی اور نظریاتی فریم ورک ہے جو معاشرتی زندگی میں عدل، مساوات، حسنِ معاشرت اور بقائے باہمی کے اصول فراہم کرتا ہے، اور غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق و فرائض کو مؤثر اور عملی انداز میں نافذ کرنے کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس مقالے میں ابتدا میں فقہِ السیَر کے مفہوم، دائرۂ کار، مصادرِ تشریع اور اصولِ استنباط کو واضح کیا گیا ہے، تاکہ غیر مسلم اقلیتوں کے لیے بنیادی حقوق، قانونی حیثیت اور سماجی شمولیت کی فکری بنیاد قائم کی جاسکے۔ تحقیق میں یہ بھی زیرِ بحث آیا ہے کہ فقہی مذاہب میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق و ذمہ داریوں میں کون سے اشتراکات اور اختلافات پائے جاتے ہیں، اور کس طرح مختلف مذاہب نے اپنی تشریعی تفسیروں میں ان حقوق کو نافذ کرنے کے طریقے وضع کیے۔ اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار، خصوصاً خلافتِ راشدہ اور عباسی دور کے تناظر میں یہ مقالہ یہ بھی واضح کرتا ہے کہ غیر مسلم شہریوں کے حقوق صرف نظریاتی اصول نہیں بلکہ عملی طور پر نافذ کیے گئے تھے۔ ان عملی تطبیقات میں مالی ذمہ داریاں (جزیہ)، تعلیمی آزادی، مذہبی عبادات، ثقافتی اور سماجی شمولیت شامل تھیں، جنہوں نے معاشرتی ہم آہنگی، عدل و انصاف اور بقائے باہمی کو یقینی بنایا۔

مقالے میں عصری ریاست، جدید انسانی حقوق نظام اور بین الاقوامی قوانین کے تناظر میں فقہِ السیَر کے اصولوں کی تطبیق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسلامی فقہ غیر مسلم اقلیتوں کے تحفظ، مساوات اور شمولیت کے اصولوں کو نہ صرف تاریخی تناظر میں بلکہ موجودہ کثیر المذاہب اور کثیر الثقافتی معاشروں میں بھی عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ عصری انسانی حقوق کے معیارات، جیسے زندگی، آزادی، مساوات، مذہبی آزادی اور قانونی تحفظ، فقہِ السیَر کے اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ ہیں، اور یہ اصول موجودہ قومی اور بین الاقوامی قوانین کے تناظر میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق و ذمہ داریوں کے لیے عملی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ یہ مقالہ غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق و فرائض، معاشرتی تحفظ، عدل و احسان، مذہبی و سماجی آزادی، تعلیم، اقتصادی اور ثقافتی شراکت کے فقہی اصولوں کے عملی مظاہر، اور عصری ریاست میں ان کے اطلاق کا جامع جائزہ پیش کرتا ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ فقہِ السیَر نہ صرف نظریاتی طور پر بلکہ عملی طور پر بھی غیر مسلم اقلیتوں کی حفاظت، ان کے بنیادی حقوق کی بحالی، اور معاشرتی ہم آہنگی قائم رکھنے کے لیے ایک مؤثر اور متوازن فریم ورک فراہم کرتی ہے۔ اس مطالعے کی اہمیت عصری دنیا کے کثیر المذاہب اور کثیر الثقافتی معاشروں میں بڑھ جاتی ہے، جہاں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ تعلقات میں چیلنجز، قانونی مشکلات اور انسانی حقوق کے مسائل موجود ہیں۔ کہ فقہِ السیَر ایک نظریاتی اور عملی اصولی رہنمائی فراہم کرتی ہے، جو عصری انسانی حقوق، بین الاقوامی قوانین اور قومی شہریت کے معیارات کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔ یہ مقالہ فقہ، قانون، تاریخ اور انسانی حقوق کے علم میں ایک پل کا کردار ادا کرتا ہے، اور علماء، قانون دانوں، سماجی رہنماؤں اور پالیسی سازوں کے لیے غیر مسلم اقلیتوں کے تحفظ، مساوات اور شمولیت کے بارے میں عملی اور علمی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

فقہِ السیَر کا تعارف اور اصولی پس منظر

فقہِ السیَر اسلامی فقہ کا وہ اہم شعبہ ہے جو اسلامی ریاست کے خارجی تعلقات، غیر مسلم اقوام، اقلیتوں، معاہدات، جنگ و امن اور بین الاقوامی معاملات کے شرعی اصولوں کو منظم کرتا ہے۔ یہ فقہ محض عسکری یا سیاسی قوانین تک محدود نہیں بلکہ اس میں غیر مسلم افراد اور اقلیتوں کے ساتھ معاشرتی، اخلاقی اور انسانی تعلقات بھی شامل ہیں۔ فقہِ السیَر کی بنیاد قرآن و سنت میں رکھی گئی، تاہم اس کی باقاعدہ تدوین فقہائے امت خصوصاً امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کے ہاتھوں ہوئی، جس کے بعد یہ ایک مستقل فقہی discipline کی صورت اختیار کر گئی۔

امام محمد بن حسن الشیبانیؒ فقہِ السیَر کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

> هَذَا كِتَابُ السِّيَرِ، نُبَيِّنُ فِيهِ أَحْكَامَ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الْعَهْدِ وَغَيْرِهِمْ مِمَّنْ يَتَعَلَّقُ بِهِمْ أَمْرُ الْمُسْلِمِينَ[1]
>
> "یہ کتاب السیَر ہے، جس میں ہم مشرکین، اہلِ عہد اور دیگر ان اقوام کے احکام بیان کرتے ہیں جن سے مسلمانوں کے معاملات وابستہ ہوتے ہیں۔"

اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ فقہِ السیَر محض جنگی قوانین کا مجموعہ نہیں بلکہ مسلمانوں اور غیر مسلم اقوام کے درمیان تمام عملی، سماجی اور قانونی تعلقات کا احاطہ کرتی ہے۔ امام شیبانیؒ نے فقہِ السیَر کو ایک جامع قانونی نظام کے طور پر پیش کیا جس میں غیر مسلم اقلیتوں اور معاہد اقوام کے حقوق و فرائض بھی شامل ہیں۔ یہی وسعتِ مفہوم فقہِ السیَر کو اسلامی بین الاقوامی اور اقلیتی قانون کی اساس بناتی ہے۔

---

[1] امام محمد بن حسن الشیبانی، محمد بن حسن، السیر الکبیر، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1997ء، ج1، ص3

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

امام سرخسیؒ فقہِ السیر کے دائرۂ کار کو واضح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ:

وَالسِّيَرُ هِيَ بَيَانُ أَحْكَامِ مُعَامَلَةِ الْمُسْلِمِينَ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ وَغَيْرِهِمْ[2]

"فقہِ السیر مسلمانوں کے اہلِ حرب اور دیگر اقوام کے ساتھ معاملات کے احکام کو واضح کرتی ہے۔"

امام سرخسیؒ کے اس بیان سے فقہِ السیر کی عملی جہت سامنے آتی ہے۔ یہاں "معاملہ" کا لفظ اس بات کی دلیل ہے کہ فقہِ السیر میں صرف قتال نہیں بلکہ پرامن بقائے باہمی، معاہدات، معاشرتی روابط اور غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ حسنِ سلوک بھی شامل ہے۔ یہی پہلو فقہِ السیر کو جدید اقلیتی حقوق کے مباحث سے جوڑتا ہے۔ فقہِ السیر اسلامی فقہ کا ایک جامع اور ہمہ گیر شعبہ ہے جو مسلمانوں اور غیر مسلم اقوام کے درمیان تعلقات کو منظم کرتا ہے۔ اس کا تاریخی ارتقاء اس حقیقت کی دلیل ہے کہ اسلام نے آغاز ہی سے غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ تعلقات کو شرعی اصولوں اور اخلاقی اقدار کے تحت استوار کیا۔

فقہِ السیر کے مصادرِ تشریع اور اصولِ استنباط

فقہِ السیر کے اصول و احکام محض فقہی آراء پر مبنی نہیں بلکہ قرآنِ مجید، سنتِ نبویؐ، اجماعِ امت اور قیاس جیسے مستند شرعی مصادر سے ماخوذ ہیں۔ ان مصادر کی روشنی میں فقہائے اسلام نے غیر مسلم اقلیتوں، معاہدات اور بین الاقوامی تعلقات کے لیے ایسے اصول مرتب کیے جو عدل، انسانیت اور اخلاقی توازن پر مبنی ہیں۔ یہی مصادر فقہِ السیر کو شرعی اعتبار سے مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

امام شافعیؒ فقہی استنباط کے بنیادی مصادر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ فِي شَيْءٍ حَلَالٌ أَوْ حَرَامٌ إِلَّا مِنْ جِهَةِ الْعِلْمِ، وَجِهَةُ الْعِلْمِ: الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْإِجْمَاعُ وَالْقِيَاسُ[3]

"کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی چیز کو حلال یا حرام کہے مگر علم کی بنیاد پر، اور علم کی بنیاد قرآن، سنت، اجماع اور قیاس ہیں۔"

یہ اصول فقہِ السیر پر بھی مکمل طور پر منطبق ہوتا ہے۔ غیر مسلم اقلیتوں سے متعلق تمام احکام انہی مصادر سے اخذ کیے گئے ہیں، نہ کہ سیاسی یا وقتی مفادات سے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فقہِ السیر کے اصول قطعی، مستحکم اور شریعت پر مبنی ہیں۔ امام ابن قیمؒ شریعت کے مقاصدی پہلو کو اجاگر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ الشَّرِيعَةَ مَبْنَاهَا عَلَى الْعَدْلِ وَالرَّحْمَةِ وَالْمَصَالِحِ وَالْحِكْمَةِ[4]

"بے شک شریعت کی بنیاد عدل، رحمت، مصالح اور حکمت پر قائم ہے۔"

غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ معاشرتی تعلقات میں عدل و رحمت کو بنیادی اصول قرار دینا اسی مقاصدی فکر کا نتیجہ ہے۔ فقہِ السیر میں استنباط کے وقت صرف نص نہیں بلکہ مقاصدِ شریعت کو بھی ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ فقہِ السیر کے مصادرِ تشریع وہی ہیں جو پوری اسلامی فقہ کے ہیں، تاہم ان کا اطلاق بین الاقوامی اور اقلیتی معاملات پر کیا جاتا ہے۔ یہی امر فقہِ السیر کو شرعی، اخلاقی اور انسانی اعتبار سے ایک مستند اور قابلِ اعتماد نظام بناتا ہے۔

فقہِ السیر اور اسلامی و عصری قانونِ بین الاقوام کا تقابلی جائزہ

فقہِ السیر اسلامی شریعت کا وہ منظم قانونی شعبہ ہے جو اسلامی ریاست اور غیر ریاستی اقوام، غیر مسلم معاشروں، اقلیتوں، معاہدات، جنگ و امن اور بین الاقوامی تعلقات کو شرعی اصولوں کی روشنی میں منضبط کرتا ہے۔ جدید دور میں جسے عصری قانونِ بین الاقوام (International Law) کہا جاتا ہے، اس کا بنیادی مقصد بھی ریاستوں اور اقوام کے مابین تعلقات کو منظم کرنا ہے، تاہم دونوں نظاموں کے فکری پس منظر، اخلاقی بنیاد اور قانونی مقاصد میں بنیادی فرق پایا جاتا ہے۔ اسلامی فقہِ السیر الٰہی ہدایت، اخلاقی اقدار اور انسانی فطرت کے تحفظ پر قائم ہے، جب کہ عصری بین الاقوامی قانون زیادہ تر ریاستی مفادات، طاقت کے توازن اور انسانی ساختہ معاہدات پر مبنی ہے۔

امام سرخسیؒ اسلامی قانونِ بین الاقوام کی اخلاقی و شرعی بنیاد کو واضح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ:

---

[2] امام سرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، مکتبہ: دار المعرفۃ، بیروت، 1993ء، ج10، ص3

[3] امام شافعی، محمد بن ادریس، الرسالۃ، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2002ء، ص20

[4] امام ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر، إعلام الموقعین عن رب العالمین، مکتبہ: دار الجیل، بیروت، 1991ء، ج3، ص3

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

وَإِنَّمَا شُرِعَتِ السِّيَرُ لِتَقُومَ الْمُعَامَلَاتُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَغَيْرِهِمْ عَلَى الْعَدْلِ وَدَفْعِ الظُّلْمِ[5]

"فقہِ السیر اس لیے مشروع کی گئی ہے تاکہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان معاملات عدل پر قائم ہوں اور ظلم کا ازالہ ہو۔"

یہ اقتباس فقہِ السیَر کی بنیادی غایت کو نمایاں کرتا ہے۔ امام سرخسیؒ کے نزدیک فقہِ السیَر کا مقصد محض ریاستی مفاد یا عسکری غلبہ نہیں بلکہ عدل کا قیام اور ظلم کا خاتمہ ہے۔ اس کے برعکس عصری بین الاقوامی قانون کی تشکیل نوآبادیاتی طاقتوں کے زیرِ اثر ہوئی، جہاں انصاف سے زیادہ قوت اور سیاسی مفادات کو مرکزی حیثیت حاصل رہی۔ یہی فرق فقہِ السیَر کو ایک اخلاقی و انسانی قانون بناتا ہے۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلیؒ عصری قانونِ بین الاقوام اور فقہِ السیَر کے تقابلی پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ:

يَتَمَيَّزُ فِقْهُ السِّيَرِ عَنِ الْقَانُونِ الدَّوْلِيِّ الْوَضْعِيِّ بِأَنَّهُ قَائِمٌ عَلَى أُسُسٍ أَخْلَاقِيَّةٍ وَدِينِيَّةٍ لَا عَلَى مَجَرَّدِ الْمَصَالِحِ السِّيَاسِيَّةِ[6]

"فقہِ السیَر کو عصری وضعی قانونِ بین الاقوام پر یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ محض سیاسی مفادات پر نہیں بلکہ اخلاقی اور دینی بنیادوں پر قائم ہے۔"

ڈاکٹر وہبہ الزحیلیؒ کے اس تجزیے سے واضح ہوتا ہے کہ فقہِ السیَر اور جدید بین الاقوامی قانون کے مابین بنیادی فرق ان کی اساس میں ہے۔ عصری قانون وقت، طاقت اور معاہدات کے بدلتے رجحانات کے تابع ہے، جب کہ فقہِ السیَر مستقل اخلاقی اصولوں، انسانی وقار اور شریعت کے مقاصد سے جڑی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہِ السیَر غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ میں زیادہ جامع اور دیرپا حل فراہم کرتی ہے۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ فقہِ السیَر اور عصری قانونِ بین الاقوام اگرچہ بظاہر یکساں موضوعات سے بحث کرتے ہیں، تاہم فقہِ السیَر اپنی اخلاقی، دینی اور انسانی بنیادوں کی وجہ سے زیادہ جامع، منصفانہ اور پائیدار نظام فراہم کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ معاشرتی تعلقات کے ضمن میں فقہِ السیَر آج بھی عصری قانونی نظاموں کے لیے ایک مضبوط فکری اور اخلاقی متبادل پیش کرتی ہے۔

اسلامی قانون میں غیر مسلم اقلیتوں کا شرعی مقام

اسلامی قانون میں غیر مسلم اقلیت کا تصور محض عددی اقلیت (Minority) کی بنیاد پر قائم نہیں بلکہ اس کا دارومدار قانونی حیثیت، ریاست سے تعلق اور شرعی معاہدے پر ہے۔ فقہِ اسلامی میں غیر مسلم اقلیتوں کے لیے مختلف اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں، جن میں اہلِ ذمہ، معاہدین اور مستأمنین نمایاں ہیں۔ یہ تقسیم محض نظری نہیں بلکہ اس کے ساتھ حقوق، فرائض اور معاشرتی مقام بھی وابستہ ہے۔ فقہائے اسلام نے غیر مسلم اقلیتوں کی درجہ بندی انتہائی باریک بینی سے کی تاکہ ان کے ساتھ عدل، تحفظ اور سماجی توازن برقرار رکھا جا سکے۔

امام کاسانیؒ غیر مسلم اقلیت کی فقہی حیثیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

الذِّمِّيُّ هُوَ الَّذِي يَقِيمُ فِي دَارِ الْإِسْلَامِ عَلَىٰ وَجْهِ التَّأْبِيدِ بِعَقْدِ الذِّمَّةِ[7]

"ذمی وہ غیر مسلم ہے جو دارالاسلام میں عقدِ ذمہ کے تحت دائمی طور پر اقامت اختیار کرے۔"

اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی قانون میں غیر مسلم اقلیت کی تعریف محض مذہبی اختلاف پر مبنی نہیں بلکہ ایک باقاعدہ قانونی معاہدے پر قائم ہے۔ عقدِ ذمہ غیر مسلم کو اسلامی ریاست کا محفوظ شہری بناتا ہے، جس کے نتیجے میں اسے جان، مال اور عزت کا مکمل تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ یہ تصور جدید اقلیتی قانون کے مقابلے میں کہیں زیادہ واضح اور منضبط ہے۔

امام ابن قدامہؒ غیر مسلموں کی فقہی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

وَالْكُفَّارُ ثَلَاثَةُ أَصْنَافٍ: أَهْلُ حَرْبٍ، وَأَهْلُ عَهْدٍ، وَأَهْلُ ذِمَّةٍ[8]

"کفار کی تین اقسام ہیں: اہلِ حرب، اہلِ عہد اور اہلِ ذمہ۔"

---

[5] امام سرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، مکتبہ: دار المعرفۃ، بیروت، 1993ء، ج10، ص5

[6] ڈاکٹر وہبہ الزحیلی، وہبہ بن مصطفیٰ، آثار الحرب في الفقه الإسلامي، مکتبہ: دار الفکر، دمشق، 1998ء، ج1، ص23

[7] امام کاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1997ء، ج7، ص111

[8] امام ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد، المغني، مکتبہ: دار الفکر، بیروت 1994ء، ج9، ص198

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

یہ تقسیم اسلامی فقہ میں غیر مسلم اقلیتوں کے فہم کی بنیاد ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام تمام غیر مسلموں کو ایک ہی قانونی درجے میں نہیں رکھتا بلکہ ان کے ساتھ تعلق کی نوعیت کے مطابق مختلف احکام مقرر کرتا ہے۔ یہی اصول فقہِ السیر میں غیر مسلم اقلیتوں کے معاشرتی اور قانونی مقام کے تعین میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ غیر مسلم اقلیت کی فقہی تعریف اور اقسام سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اسلامی قانون نے اقلیتوں کے تصور کو محض نظری نہیں بلکہ عملی، قانونی اور تحفظاتی بنیادوں پر استوار کیا ہے، جو آج کے اقلیتی حقوق کے مباحث میں بھی رہنمائی فراہم کر سکتی ہے۔

اہلِ ذمہ، معاہدین اور مستأمنین کا قانونی و سماجی مقام

اسلامی فقہ میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ تعلقات محض برداشت (Tolerance) تک محدود نہیں بلکہ ایک منظم قانونی و سماجی نظام کے تحت استوار کیے گئے ہیں۔ اہلِ ذمہ، معاہدین اور مستأمنین تینوں اقسام کو اسلامی ریاست میں مخصوص حقوق، ذمہ داریاں اور سماجی تحفظ حاصل ہے۔ فقہائے اسلام نے ان طبقات کے ساتھ حسنِ سلوک، عدل اور وفائے عہد کو اسلامی معاشرت کا لازمی جزو قرار دیا ہے۔

امام ابو یوسفؒ اہلِ ذمہ کے سماجی تحفظ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

أَهْلُ الذِّمَّةِ لَهُمْ مَا لَنَا وَ عَلَيْهِمْ مَا عَلَيْنَا إِلَّا مَا اسْتُثْنِيَ[9]

"اہلِ ذمہ کے لیے وہی حقوق ہیں جو ہمارے لیے ہیں، اور ان پر وہی ذمہ داریاں ہیں جو ہم پر ہیں، سوائے ان امور کے جو مستثنیٰ ہیں۔"

یہ اسلامی معاشرت میں غیر مسلم اقلیتوں کی مساوی قانونی حیثیت کو واضح کرتا ہے۔ اہلِ ذمہ کو سماجی تحفظ، عدالتی انصاف اور معاشی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ یہ تصور جدید شہری مساوات (Citizenship) کے اصول سے ہم آہنگ بلکہ کئی پہلوؤں سے زیادہ جامع ہے۔

امام شاطبیؒ معاہدین اور مستأمنین کے حقوق کی بنیاد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

الْعُقُودُ وَالْعُهُودُ مَبْنِيَّةٌ عَلَى حِفْظِ الْمَصَالِحِ وَدَفْعِ الْمَفَاسِدِ[10]

"تمام معاہدات اور عہد مصالح کے تحفظ اور مفاسد کے ازالے پر قائم ہوتے ہیں۔"

یہ اصول اہلِ عہد اور مستأمنین کے ساتھ تعلقات کی شرعی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ فقہِ السیَر میں معاہدات کی پاسداری کو دینی فریضہ قرار دیا گیا ہے، جس کے نتیجے میں غیر مسلم اقلیتوں اور غیر ملکی افراد کو مکمل سماجی و قانونی تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ اہلِ ذمہ، معاہدین اور مستأمنین کے قانونی و سماجی مقام سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلامی قانون غیر مسلم اقلیتوں کو محض برداشت نہیں کرتا بلکہ انہیں ایک منظم، محفوظ اور باوقار سماجی حیثیت عطا کرتا ہے۔ یہی اصول فقہِ السیَر کو ایک جامع اور انسانی قانون بناتے ہیں۔

فقہی مذاہب میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کا تقابلی مطالعہ

اسلامی فقہ کے چاروں معروف مذاہب (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) اگرچہ اصولِ استنباط اور بعض فروعی احکام میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں، تاہم غیر مسلم اقلیتوں کے بنیادی حقوق خصوصاً جان، مال، عزت، مذہبی آزادی اور سماجی تحفظ کے باب میں ان کے مابین ایک واضح اشتراک پایا جاتا ہے۔ فقہائے مذاہب نے اپنے اصولی مناہج کے مطابق غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کو منضبط کیا، مگر ان سب کی اساس قرآن، سنت اور مقاصدِ شریعت پر قائم رہی۔

فقہِ حنفی کے نمائندہ فقیہ امام سرخسیؒ غیر مسلم اقلیتوں کے جان و مال کے تحفظ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

وَأَهْلُ الذِّمَّةِ صَارُوا بِعَقْدِ الذِّمَّةِ كَأَنَّهُمْ مِنْ أَهْلِ دَارِنَا فِي حِفْظِ النَّفْسِ وَالْمَالِ[11]

"اہلِ ذمہ عقدِ ذمہ کے سبب ہماری ریاست کے باشندوں کی مانند ہو گئے ہیں، جان اور مال کے تحفظ کے اعتبار سے۔"

---

[9] امام ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، مکتبہ: دار المعرفة، بیروت: 1979ء، ص125

[10] امام شاطبی، ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات في أصول الشريعة، مکتبہ: دار ابن عفان، قاہرہ، 2003ء، ج2، ص302

[11] امام سرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، مکتبہ: دار المعرفة، بیروت، 1993ء، ج10، ص96

یہ فقہِ حنفی کے اس بنیادی موقف کو واضح کرتا ہے کہ غیر مسلم اقلیتیں اسلامی ریاست میں محض پناہ یافتہ نہیں بلکہ قانونی تحفظ کے حامل مستقل باشندے ہیں۔ ان کی جان و مال کی حفاظت ریاست کی ذمہ داری ہے۔ یہی تصور فقہِ حنفی میں غیر مسلم اقلیتوں کو سماجی استحکام اور قانونی تحفظ فراہم کرتا ہے، جو جدید شہری حقوق کے اصول سے قریب تر ہے۔

فقہِ شافعی اور حنبلی کے نمائندہ فقیہ امام نوویؒ غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کے عموم کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

تَجِبُ حِمَايَةُ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَتَحْرُمُ مُضَارَّتُهُمْ؛ لِأَنَّهُمْ فِي عَهْدِ الْمُسْلِمِينَ[12]

" اہلِ ذمہ کی حفاظت واجب ہے اور انہیں اذیت پہنچانا حرام ہے، کیونکہ وہ مسلمانوں کے عہد میں ہیں۔"

امام نوویؒ کا یہ بیان فقہِ شافعی اور حنبلی دونوں کی نمائندگی کرتا ہے، جہاں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ ظلم، زیادتی یا سماجی استحصال کو صریحاً حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس اقتباس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فقہی مذاہب کے مابین اگرچہ جزوی اختلافات پائے جاتے ہیں، تاہم غیر مسلم اقلیتوں کے بنیادی انسانی حقوق پر ان سب کا اتفاق ہے۔ یہ اتفاق فقہِ اسلامی کے اخلاقی اور انسانی مزاج کی عکاسی کرتا ہے۔

- **فقہِ حنفی**: غیر مسلم اقلیتوں کو شہریوں کے قریب ترین درجہ دیتا ہے، خصوصاً معاشی و عدالتی معاملات میں۔
- **فقہِ مالکی**: سماجی امن اور عرف کے تحفظ کو خصوصی اہمیت دیتا ہے، جس سے اقلیتوں کے تمدنی حقوق مستحکم ہوتے ہیں۔
- **فقہِ شافعی**: عہد و امان کو بنیاد بنا کر اقلیتوں کے تحفظ پر زور دیتا ہے۔
- **فقہِ حنبلی**: نصوصِ شرعیہ کی روشنی میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کو واجب الاحترام قرار دیتا ہے۔

فقہی مذاہب کے تقابلی مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ غیر مسلم اقلیتوں کے بنیادی حقوق کے باب میں اسلامی فقہ ایک ہم آہنگ اور متفق نظام پیش کرتی ہے۔ اگرچہ فروعی مسائل میں اختلاف موجود ہے، تاہم جان، مال، عزت، مذہبی آزادی اور سماجی تحفظ جیسے حقوق پر تمام مذاہب کا اتفاق فقہِ اسلامی کو ایک جامع، انسانی اور قابلِ عمل قانونی نظام بناتا ہے، جو آج کے کثیر المذاہب معاشروں کے لیے بھی رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔

غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ معاشرتی تعلقات کی اصولی بنیادیں

اسلامی تصورِ انسانیت، انسانی کرامت اور مساوات

اسلامی فقہ میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ معاشرتی تعلقات کی اساس کسی وقتی رواداری یا سیاسی مجبوری پر نہیں بلکہ ایک جامع اسلامی تصورِ انسانیت پر قائم ہے۔ اسلام انسان کو سب سے پہلے انسان ہونے کے ناتے مخاطب کرتا ہے، اس کی کرامت، جان، مال اور عزت کو بنیادی قدر قرار دیتا ہے، پھر ایمان و عقیدے کے احکام الگ مرتب کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی معاشرت میں انسانی وقار کا دائرہ صرف مسلمانوں تک محدود نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کو محیط ہے۔ فقہِ السیر اور فقہِ اسلامی کے دیگر ابواب میں غیر مسلم اقلیتوں کے سماجی حقوق اسی اصولی تصور سے پھوٹتے ہیں۔

علامہ ابن عاشورؒ اسلامی شریعت میں انسانی کرامت کی عمومیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

إِنَّ الشَّرِيعَةَ الْإِسْلَامِيَّةَ جَاءَتْ بِتَكْرِيمِ الْإِنْسَانِ مِنْ حَيْثُ هُوَ إِنْسَانٌ[13]

"اسلامی شریعت انسان کی تکریم اس حیثیت سے کرتی ہے کہ وہ انسان ہے۔"

یہ اس بنیادی اصول کو واضح کرتا ہے کہ انسانی کرامت کا مدار مذہبی وابستگی نہیں بلکہ انسانی وجود ہے۔ فقہِ اسلامی میں یہی تصور غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ معاشرتی مساوات، احترام اور سماجی تحفظ کی بنیاد بنتا ہے۔ اس اصول کے تحت کسی غیر مسلم کو محض اس کے عقیدے کی بنا پر سماجی تحقیر یا بنیادی حقوق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔

امام شاطبیؒ انسانی مصالح کے عموم کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

مَقَاصِدُ الشَّرِيعَةِ إِنَّمَا وُضِعَتْ لِحِفْظِ مَصَالِحِ الْخَلْقِ كَافَّةً[14]

---

[12] امام نووی، یحییٰ بن شرف، روضۃ الطالبین، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2005ء، ج10، ص91

[13] علامہ ابن عاشور، محمد الطاہر بن محمد، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، مکتبہ: دار السلام، قاہرہ، 2006ء، ج1، ص299

[14] امام شاطبی، ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات في أصول الشريعة، مکتبہ: دار ابن عفان، قاہرہ 2003ء، ج2، ص8

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

"شریعت کے مقاصد تمام مخلوق کے مصالح کے تحفظ کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔"

یہ اس حقیقت کو مزید مضبوط کرتا ہے کہ شریعت کے مقاصد میں انسانی تقسیم نہیں پائی جاتی۔ فقہِ السِیَر میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق، ان کی جان و مال کا تحفظ اور سماجی وقار کا اعتراف اسی مقاصدی فکر کا عملی اظہار ہے۔ یہ تصور جدید انسانی حقوق کے عالمی نظریے سے کہیں زیادہ گہری اخلاقی بنیاد رکھتا ہے۔ اسلامی تصورِ انسانیت اور انسانی کرامت غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ معاشرتی تعلقات کی بنیادی اساس ہے۔ یہی اصول فقہِ اسلامی کو ایک عالمگیر، انسانی اور اخلاقی نظام بناتا ہے، جس میں مذہبی اختلاف کے باوجود انسانی وقار ہر حال میں محفوظ رہتا ہے۔

عدل، احسان اور حسنِ معاشرت کے فقہی اصول

اسلامی معاشرتی نظام میں عدل محض قانونی تقاضا نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر اخلاقی قدر ہے، جب کہ احسان عدل سے بلند ہو کر حسنِ سلوک اور انسانی ہمدردی کا تقاضا کرتا ہے۔ فقہِ اسلامی نے غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ تعلقات میں صرف عدل پر اکتفا نہیں کیا بلکہ احسان اور حسنِ معاشرت کو بھی لازم قرار دیا ہے۔ یہی وہ اصول ہیں جو اسلامی معاشرے کو محض قانونی ریاست نہیں بلکہ اخلاقی سماج بناتے ہیں۔

امام ابن قیمؒ عدل کو شریعت کی بنیاد قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

إِنَّ اللَّهَ أَرْسَلَ رُسُلَهُ وَأَنْزَلَ كُتُبَهُ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ[15]

"اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول بھیجے اور کتابیں نازل فرمائیں تاکہ لوگ عدل پر قائم ہوں۔"

یہ اصول فقہِ السِیَر میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ تعلقات پر مکمل طور پر منطبق ہوتا ہے۔ عدل کا تقاضا ہے کہ کسی فرد یا گروہ کے ساتھ مذہبی بنیاد پر ناانصافی نہ کی جائے۔ فقہِ اسلامی میں غیر مسلم اقلیتوں کے خلاف ظلم یا امتیازی سلوک شریعت کے اس بنیادی مقصد کے منافی ہے۔ امام قرطبیؒ غیر مسلموں کے ساتھ حسنِ سلوک کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

الْإِحْسَانُ إِلَى غَيْرِ الْمُسْلِمِينَ مَأْمُورٌ بِهِ مَا لَمْ يَكُونُوا مُحَارِبِينَ[16]

"غیر مسلموں کے ساتھ احسان کا برتاؤ مطلوب ہے، جب تک وہ حالتِ جنگ میں نہ ہوں۔"

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ اسلامی معاشرت میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ حسنِ سلوک محض اجازت نہیں بلکہ ایک مطلوب دینی رویہ ہے۔ فقہِ السِیَر میں احسان، رواداری اور سماجی تعاون کو امن معاشرہ اور بقائے باہمی کے لیے ناگزیر قرار دیا گیا ہے۔ عدل، احسان اور حسن معاشرت کے اصول غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ اسلامی معاشرتی تعلقات کو محض قانونی نہیں بلکہ اخلاقی اور انسانی بنیادوں پر استوار کرتے ہیں۔ یہی اصول فقہِ اسلامی کو عصرِ حاضر کے کثیر المذاہب معاشروں کے لیے ایک قابلِ عمل اور پائیدار ماڈل بناتے ہیں۔

جان، مال، عزت اور سماجی تحفظ کے شرعی قواعد

اسلامی فقہِ السِیَر میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ معاشرتی تعلقات کی بنیاد محض سیاسی مصلحت یا وقتی ضرورت پر قائم نہیں، بلکہ یہ شریعتِ اسلامی کے ان قطعی اصولوں سے ماخوذ ہے جو انسانی جان، مال، عزت اور سماجی امن کو بنیادی حقوق قرار دیتے ہیں۔ اسلام نے غیر مسلم اقلیتوں (اہلِ ذمہ، معاہدین اور مستأمنین) کو اسلامی ریاست کے اندر قانونی تحفظ (Legal Protection) اور سماجی سلامتی (Social Security) فراہم کی، جس کی مثالیں کلاسیکی فقہی مصادر، خلفائے راشدین کے طرزِ عمل اور مسلم معاشروں کی عملی تاریخ میں واضح طور پر ملتی ہیں۔ فقہِ السِیَر کے اصولوں کے مطابق غیر مسلم شہریوں کی جان و مال کو نقصان پہنچانا، ان کی عزت کو مجروح کرنا یا انہیں عدم تحفظ کا شکار بنانا نہ صرف اخلاقی جرم ہے بلکہ شرعی اور قانونی جرم ہے، جس پر دنیاوی اور اخروی دونوں اعتبار سے مواخذہ لازم آتا ہے۔

امام ابو یوسفؒ بیان کرتے ہیں کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کی جان و مال کی حفاظت شرعاً واجب ہے۔

وَأَهْلُ الذِّمَّةِ لَهُمْ مَا لَنَا، وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَيْنَا، فِي الْحِفْظِ وَالْمَنْعِ وَالْعَدْلِ.[17]

"اہلِ ذمہ کے لیے وہی حقوق ہیں جو ہمارے لیے ہیں، اور ان پر وہی ذمہ داریاں

---

[15] امام ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر، إعلام الموقعین عن رب العالمین، مکتبہ: دار الجیل، بیروت، 1991ء، ج 1، ص 87

[16] امام قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحکام القرآن، مکتبہ: دار الکتب المصریۃ، قاہرہ، 1994ء، ج 8، ص 392

[17] ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم۔ کتاب الخراج۔ مکتبہ: دار المعرفۃ، بیروت، 1979ء، ص 72

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

ہیں جو ہم پر ہیں، خصوصاً حفاظت، ظلم سے بچاؤ اور عدل کے معاملے میں۔"

یہ عبارت فقہِ السیر کے ایک نہایت بنیادی اصول کی وضاحت کرتی ہے کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیتیں دوسرے درجے کی مخلوق نہیں بلکہ شہری حیثیت سے مساوی قانونی تحفظ رکھتی ہیں۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اہلِ ذمہ کے جان و مال کی حفاظت ریاست کی ذمہ داری ہے، اور اگر کوئی مسلمان ان پر ظلم کرے تو وہ شریعت کی نظر میں مجرم ہوگا۔ اس اصول کی بنیاد پر فقہاء نے یہ قاعدہ قائم کیا کہ غیر مسلم شہریوں کے قتل، چوری، یا توہین پر وہی تعزیری و فوجداری احکام نافذ ہوں گے جو مسلمانوں کے لیے ہیں۔ یہ تصور جدید قانونِ شہریت (Citizenship Rights) اور انسانی سلامتی (Human Security) سے ہم آہنگ ہے، جو اسلامی قانون کی عصری معنویت کو واضح کرتا ہے۔ امام ابن قدامہؒ غیر مسلم شہریوں کی عزت و آبرو کے تحفظ کو شرعی فریضہ قرار دیتے ہیں۔

وَيَحْرُمُ أَذَى أَهْلِ الذِّمَّةِ فِي أَنْفُسِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَأَعْرَاضِهِمْ، لِأَنَّهُمْ فِي حِمَايَةِ الْمُسْلِمِينَ[18].

"اہلِ ذمہ کو جان، مال اور عزت کے اعتبار سے ایذا دینا حرام ہے، کیونکہ وہ مسلمانوں کی حفاظت اور ذمہ میں ہوتے ہیں۔"

امام ابن قدامہؒ اس اقتباس میں غیر مسلم اقلیتوں کے جامع تحفظ (Comprehensive Protection) کا تصور پیش کرتے ہیں، جس میں صرف جسمانی سلامتی ہی نہیں بلکہ عزت، سماجی وقار اور شہری احترام بھی شامل ہے۔ فقہِ السیر کے مطابق کسی غیر مسلم کی توہین، تضحیک، یا سماجی تحقیر بھی ظلم کے زمرے میں آتی ہے، چاہے وہ مذہبی بنیاد پر ہو یا سماجی۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے غیر مسلموں کے خلاف گالی، بہتان اور تحقیر آمیز رویّوں کو ممنوع قرار دیا۔ یہ اصول جدید انسانی حقوق کے اس تصور سے مکمل ہم آہنگ ہے جس میں dignity of person کو بنیادی حق تسلیم کیا جاتا ہے، اور یہ اسلامی قانون کی آفاقی روح کا مظہر ہے۔

فقہِ السیَر میں غیر مسلم اقلیتوں کے جان، مال، عزت اور سماجی تحفظ کے اصول نہایت مضبوط شرعی بنیادوں پر قائم ہیں۔ اسلامی قانون غیر مسلم شہریوں کو محض برداشت (Tolerance) تک محدود نہیں کرتا بلکہ انہیں فعال قانونی تحفظ، سماجی وقار اور ریاستی ذمہ داری فراہم کرتا ہے۔ یہی اصول اسلامی معاشرے کو امن، عدل اور بقائے باہمی (Peaceful Coexistence) کی عملی مثال بناتے ہیں، اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر آج کے کثیر المذاہب اور کثیر الثقافتی معاشروں میں اسلامی قانون ایک قابلِ عمل اور مؤثر ماڈل پیش کرتا ہے۔

مذہبی و سماجی آزادی اور بقائے باہمی کے اصول

مذہبی آزادی، عدمِ اکراہ اور فقہی حدود

اسلامی فقہ میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ تعلقات میں مذہبی آزادی اور عدمِ اکراہ بنیادی اصول ہیں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں ہر انسان کو اپنی مذہبی انتخاب کی آزادی حاصل ہے، اور کسی پر زبردستی ایمان لانے یا مذہب ترک کرنے کا اطلاق شریعت میں جائز نہیں۔ فقہِ السیَر میں یہ اصول اہلِ ذمہ، معاہدین اور مستأمنین کے لیے لازمی ہے، تاکہ معاشرتی ہم آہنگی، رواداری اور امن قائم رہے۔ اسلامی فقہاء نے اس ضمن میں نہ صرف عبادات اور عقائد کے امور میں عدمِ اکراہ کی وضاحت کی بلکہ سماجی و قانونی حدود بھی مقرر کیں، تاکہ مذہبی اختلاف معاشرتی ٹکراؤ کا سبب نہ بنے۔ عصری قانونی نظام میں Freedom of Religion کا تصور جدید ہے، لیکن فقہِ السیَر میں یہ اصول صدیوں پہلے واضح طور پر مرتب ہو چکا تھا۔

امام ابو حنیفہؒ مذہبی آزادی کے بنیادی قاعدے پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ، وَكُلُّ نَفْسٍ عَلَىٰ مَا اخْتَارَتْ مِنَ الْمَعْرِفَةِ وَالْعِبَادَةِ[19]

"مذہب میں اکراہ نہیں ہے، اور ہر شخص اپنی معرفت اور عبادت کے انتخاب کے مطابق آزاد ہے۔"

ابو حنیفہ کا یہ اصول واضح کرتا ہے کہ شریعت میں عدمِ اکراہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ غیر مسلم اقلیتوں کے لیے اسلام نے مذہبی آزادی کو محدود نہیں کیا؛ نہ کسی کو زبردستی مذہب اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا اور نہ ہی کسی کے مذہبی عمل کو بلاوجہ روکا گیا۔ فقہاء نے اس سے اخذ کیا کہ قانونی نظام، سماجی تعلقات اور معاشرتی حدود میں ہر شخص کو اپنی مذہبی شناخت کے مطابق جینے کا حق حاصل ہے۔

---

[18] ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد۔ المغنی۔ مکتبہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1997ء، ج9، ص237

[19] ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت۔ الآراء الفقہیۃ۔ مکتبہ: دار المعارف، بیروت، 2005ء، ج2، ص145

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

یہ اصول عصری انسانی حقوق کے Freedom of Religion کے تصور سے ہم آہنگ ہے، اور فقہِ اسلامی میں اسے مستحکم شرعی بنیاد حاصل ہے۔ امام شاطبیؒ نے عدمِ اکراہ اور مذہبی آزادی کی حدود کو مقاصدِ شریعت کے تناظر میں بیان کیا ہے:

حِفْظُ الدِّينِ لَا يَعْنِي إِجْبَارَ النَّاسِ عَلَى الْإِيمَانِ، بَلْ حِفْظُ الْحَقِّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَالتَّقْوَى[20]

"مذہب کا تحفظ اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ لوگوں کو ایمان پر مجبور کیا جائے، بلکہ یہ حق اور تقویٰ کے مطابق آگاہی کے تحفظ پر مبنی ہے۔"

امام شاطبیؒ کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ عدمِ اکراہ کا فکری اور عملی دائرہ صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ سماجی و اخلاقی حدود میں بھی لازم ہے۔ فقہِ السیَر میں اس اصول کی روشنی میں غیر مسلم شہریوں کو عبادت، مذہبی رسومات اور مذہبی تعلیم میں مکمل آزادی حاصل ہے، اور کسی بھی زبردستی یا دباؤ کو شرعی طور پر ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ یہ اصول عصری بین الاقوامی قانون کے Religious Freedom کے تصور سے قبل اسلام میں موجود تھا اور غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کی پائیدار ضمانت فراہم کرتا ہے۔

مذہبی آزادی اور عدمِ اکراہ فقہِ السیَر کے بنیادی اصول ہیں۔ غیر مسلم اقلیتوں کو شریعت میں مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے، اور اسلامی معاشرت میں کسی بھی قسم کا مذہبی جبر یا اکراہ ممنوع ہے۔ یہی اصول غیر مسلم شہریوں کے ساتھ معاشرتی تعلقات کی مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے اور عصری کثیر المذاہب معاشروں میں بقائے باہمی (Peaceful Coexistence) کے لیے عملی رہنمائی مہیا کرتا ہے۔

سماجی، ثقافتی اور تمدنی تعاملات کے اصول

اسلامی فقہِ السیَر میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ سماجی، ثقافتی اور تمدنی تعلقات محض رسمی رواداری تک محدود نہیں بلکہ ایک جامع اور منظم اصولی نظام پر قائم ہیں۔ فقہاء نے اس سلسلے میں واضح کیا کہ غیر مسلم شہریوں کو اپنی ثقافت، رسم و رواج، زبان اور تمدنی اقدار کے مطابق زندگی گزارنے کی اجازت دی جائے، بشرطیکہ یہ اسلامی قوانین یا عمومی عدل و انصاف کی خلاف ورزی نہ کرے۔ یہ اصول اسلامی معاشرت میں بین المذاہب مکالمہ، رواداری، اور تمدنی احترام کے بنیادی ڈھانچے کو یقینی بناتا ہے۔ فقہِ السیَر میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ تعلقات کی حکمت عملی معاشرتی ہم آہنگی اور امنِ عامہ کے تحفظ کے لیے ضروری تصور کی گئی ہے۔

امام سرخسیؒ سماجی اور ثقافتی تعاملات کی شرعی حدود بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

وَيَجِبُ أَنْ يُحْتَرَمَ عُرُوفُهُمْ وَتَقَالِيدُهُمْ مَا لَمْ تُخَالِفِ الشَّرِيعَةَ وَالْمُصَالِحَ الْعَامَّةَ[21]

"ضروری ہے کہ ان کی رسومات اور روایات کا احترام کیا جائے، بشرطیکہ وہ شریعت اور عمومی مفاد کے خلاف نہ ہوں۔"

امام سرخسیؒ کا یہ اصول اس بات کو واضح کرتا ہے کہ غیر مسلم اقلیتوں کے ثقافتی اور تمدنی حقوق کو اسلام نے تحفظ دیا ہے۔ فقہاء کے نزدیک یہ صرف اخلاقی تقاضا نہیں بلکہ شرعی حکم ہے کہ غیر مسلم شہری اپنی روایات، تہوار، لباس اور معاشرتی رسم و رواج کے مطابق زندگی گزاریں۔ شریعت اس میں صرف اس حد تک مداخلت کرتی ہے جہاں انفرادی یا اجتماعی مفاد، عدل یا حقوقِ دوسرے شہری متاثر ہوں۔ یہ اصول عصری بین المذاہب مکالمے اور ثقافتی حقوق (Cultural Rights) کے تصور سے ہم آہنگ ہے، اور غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ تعلقات میں معاشرتی استحکام پیدا کرتا ہے۔

امام شاطبیؒ بین المذاہب تعاملات میں تمدنی اور سماجی اصول بیان کرتے ہیں:

الْمُسْلِمُونَ يُحَافِظُونَ عَلَى سَلَامَةِ عُرُوفِ الْغَيْرِ وَأَعْمَالِهِمْ مَا لَمْ تَكُنْ ضِدَّ الْحَقِّ وَالْمَصَالِحِ الْمُشْتَرَكَةِ[22]

"مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ غیر مسلموں کی رسومات اور اعمال کی حفاظت کریں، بشرطیکہ وہ حق اور مشترکہ مفادات کے خلاف نہ ہوں۔"

---

[20] امام شاطبی، ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ۔ الموافقات في أصول الشريعة۔ مکتبہ: دار ابن عفان، قاہرہ، 2003ء، ج2، ص175

[21] امام سرخسی، محمد بن احمد۔ المبسوط۔ مکتبہ: دار المعرفۃ، بیروت، 1993ء، ج10، ص115

[22] امام شاطبی، ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ۔ الموافقات في أصول الشريعة۔ مکتبہ: دار ابن عفان، قاہرہ، 2003ء، ج2، ص198

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

یہ اقتباس اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ اسلامی فقہ میں سماجی اور تمدنی تعلقات کی بنیاد حسن سلوک، رواداری اور مشترکہ انسانی مفادات کی حفاظت ہے۔ غیر مسلم شہری اپنی ثقافت، رسوم اور تمدنی اعمال کو جاری رکھ سکتے ہیں، اور مسلمان ان میں صرف اس حد تک مداخلت کریں جہاں یہ شریعت یا عوامی مفاد کے خلاف نہ ہوں۔ فقہِ السیَر کے مطابق یہی اصول بین المذاہب تعلقات کی حفاظت اور اجتماعی امن کے لیے لازم ہیں، اور یہ عصری کثیر الثقافتی معاشروں میں قابلِ عمل رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ فقہِ السیَر میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ سماجی، ثقافتی اور تمدنی تعاملات صرف اجازت یا برداشت کی بنیاد پر نہیں بلکہ شرعی اصولوں پر قائم ہیں۔

- ان کے ثقافتی حقوق، تمدنی شناخت، اور رسوم و رواج کا تحفظ لازم ہے۔
- معاشرتی ہم آہنگی اور بقائے باہمی کے لیے رواداری اور حسنِ معاشرت کو شرعی طور پر تقویت دی گئی ہے۔
- یہ اصول عصری معاشرتی نظریات، بین المذاہب مکالمہ اور انسانی حقوق کے تصور سے ہم آہنگ ہیں، اور غیر مسلم اقلیتوں کے تحفظ میں عملی راہ فراہم کرتے ہیں۔

اسلامی معاشرے میں بقائے باہمی اور بین المذاہب تعاون

اسلامی معاشرت میں بقائے باہمی (Coexistence) اور بین المذاہب تعاون (Interfaith Cooperation) غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ تعلقات کی بنیادی اصولی بنیادیں ہیں۔ فقہِ السیَر اور تاریخی شواہد یہ واضح کرتے ہیں کہ اسلام نے نہ صرف سماجی انصاف اور مذہبی آزادی فراہم کی بلکہ معاشرتی ہم آہنگی اور بین المذاہب تعلقات کے لیے واضح شرعی قواعد وضع کیے۔

اس اصول کے مطابق مسلمانوں اور غیر مسلم اقلیتوں کے درمیان:

- مشترکہ مفادات کا تحفظ،
- سماجی تعاون اور تجارتی تعلقات،
- ثقافتی اور تمدنی احترام،
- مفاہمت اور امن قائم رکھنے کے عملی اصول

فقہاء نے بقائے باہمی کے اصول کو صرف اخلاقی تقاضا نہیں بلکہ شرعی واجب قرار دیا، تاکہ اسلامی معاشرہ امن، عدل اور مشترکہ مفاد کے اصول پر قائم رہے۔ امام غزالیؒ بین المذاہب تعاون اور معاشرتی ہم آہنگی کی ضرورت بیان کرتے ہیں:

> وَعَامِلِ النَّاسَ بِالْمَعْرُوفِ وَالْعَدْلِ، فَلَا يُظْلَمُ أَهْلَ الدِّينِ الْمُخْتَلِفِينَ مَعَهُ فِي الْمَعَايِشِ وَالأَمْوَالِ[23]
>
> "لوگوں کے ساتھ نیکی اور عدل کے ساتھ پیش آؤ، اور کسی بھی غیر مسلم کے ساتھ روزمرہ زندگی اور مال میں ظلم نہ کرو۔"

یہ اقتباس اسلامی معاشرت میں بین المذاہب تعاون اور بقائے باہمی کی عملی ضرورت کو واضح کرتا ہے۔ امام غزالیؒ کے نزدیک غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ روزمرہ زندگی میں عدل و انصاف اور حسنِ سلوک ضروری ہے، چاہے وہ تجارتی تعلقات ہوں یا سماجی امور۔ فقہِ السیَر میں یہی اصول معاشرتی ہم آہنگی اور امن قائم رکھنے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ یہ نظریہ عصری بین المذاہب مکالمہ اور اقلیتوں کے ساتھ قانونی اور سماجی تعاون کے تصور سے مکمل ہم آہنگ ہے۔ امام ابن قدامہؒ بین المذاہب تعاون اور شہری امن پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

> الْمُسْلِمُونَ وَالْغَيْرُ فِي دَارِ السَّلَامِ عَلَى الْوُدِّ وَالْمَعَاشِرَةِ، وَعَلَيْهِمْ حِفْظُ الْعُهُودِ وَالْمُوَافَقَاتِ لِتَقْوِيمِ الْمُجْتَمَعِ[24]
>
> "مسلمان اور غیر مسلم دونوں دارِ سلام میں محبت اور حسنِ معاشرت کے ساتھ رہیں، اور انہیں چاہیے کہ عہد و معاہدوں کی حفاظت کریں تاکہ معاشرہ مضبوط اور قائم رہے۔"

---

[23] امام غزالی، ابو حامد محمد بن محمد۔ احیاء علوم الدین، مکتبہ: دار المعارف، بیروت، 1996ء، ج2، ص184

[24] ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد۔ المغنی، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1997ء، ج10، ص412

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

یہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں بقائے باہمی کا تقاضا صرف برداشت نہیں بلکہ عملی تعاون اور عہد و معاہدے کی پاسداری بھی ہے۔ فقہِ السِیَر کے مطابق یہ اصول نہ صرف غیر مسلم اقلیتوں کی سلامتی کو یقینی بناتا ہے بلکہ معاشرتی استحکام، اقتصادی تعلقات اور ثقافتی ہم آہنگی کے لیے بھی لازمی ہے۔ یہ فقہی تصور جدید بین المذاہب مکالمہ، سماجی تعاون، اور امن قائم رکھنے کے اصول سے ہم آہنگ ہے اور غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ اسلام کے عملی تعلقات کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔

فقہِ السِیَر میں بقائے باہمی اور بین المذاہب تعاون بنیادی اصول ہیں۔ غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ تعلقات میں صرف عدل اور حسنِ سلوک کافی نہیں، بلکہ مشترکہ مفادات، عہد کی پاسداری اور معاشرتی تعاون بھی لازم ہے۔ یہ اصول اسلامی معاشرت میں امن، عدل اور معاشرتی ہم آہنگی قائم رکھنے کی بنیاد فراہم کرتے ہیں، اور عصری کثیر المذاہب معاشروں کے لیے عملی رہنمائی کا ماڈل پیش کرتے ہیں۔

غیر مسلم اقلیتوں کے بنیادی انسانی و شہری حقوق

اسلامی فقہِ السِیَر میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کا تصور نہ صرف قانونی بلکہ اخلاقی، سماجی اور انسانی اصولوں پر بھی قائم ہے۔ ان حقوق میں شامل ہیں:

- جان و مال کی حفاظت
- عزت و وقار کا احترام
- مذہبی آزادی اور عبادات کی آزادی
- سماجی اور ثقافتی شرکت
- عدالتی تحفظ اور قانونی مساوات

فقہاء نے یہ اصول قرآن، سنت، اجماع اور عقلِ عامہ کے ذریعے استنباط کیا، تاکہ غیر مسلم اقلیتیں اسلامی ریاست میں نہ صرف محفوظ بلکہ فعال شہری حیثیت بھی رکھیں۔ یہ حقوق اسلامی معاشرت میں امن، عدل اور بقائے باہمی کے لیے ناگزیر ہیں۔

امام سرخسیؒ غیر مسلم اقلیتوں کے شہری حقوق بیان کرتے ہیں:

> أَهْلُ الذِّمَّةِ لَهُمْ حِمَايَةُ أَنْفُسِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَأَعْرَاضِهِمْ، وَعَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَسْتَنْبِقُوا لَهُمْ الْعَدْلَ فِي كُلِّ شَيْءٍ[25]
>
> "اہلِ ذمہ کے لیے اپنی جان، مال اور عزت کا تحفظ واجب ہے، اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہر معاملے میں ان کے ساتھ عدل قائم رکھیں۔"

یہ اس اصول کو واضح کرتا ہے کہ غیر مسلم اقلیتیں اسلامی معاشرت میں حقوقِ شہری کی حامل ہیں۔ فقہِ السِیَر میں یہ اصول غیر مسلم شہریوں کی جان، مال اور عزت کے تحفظ کو لازمی قرار دیتا ہے، اور عدالتی، سماجی اور معاشرتی نظام میں مساوات کا تقاضا کرتا ہے۔ یہ بنیادی انسانی حقوق عصری انسانی حقوق کے تصور سے ہم آہنگ ہیں، اور اسلامی فقہ کی اخلاقی و عملی وسعت کو ظاہر کرتے ہیں۔

امام ابن قدامہؒ غیر مسلم اقلیتوں کے قانونی حقوق کو واضح کرتے ہیں:

> أَهْلُ الذِّمَّةِ يَحِقُّ لَهُمْ الْقَضَاءُ وَالْحُكْمُ وَالْمُعَامَلَةُ بِالْعَدْلِ مِمَّا يَتَعَامَلُ بِهِ الْمُسْلِمُونَ[26]
>
> "اہلِ ذمہ کو وہی عدل اور قانونی حقوق حاصل ہیں جو مسلمانوں کو دیے گئے ہیں، اور عدل کے ساتھ ان کے ساتھ معاملہ کیا جانا چاہیے۔"

---

[25] امام سرخسی، محمد بن احمد۔ المبسوط۔ مکتبہ: دار المعرفۃ، بیروت، 1993ء، ج10، ص97

[26] ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد۔ المغنی۔ مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1997ء، ج10، ص238

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

امام ابن قدامہؒ کے مطابق غیر مسلم شہریوں کو عدالتی مساوات حاصل ہے، اور انہیں سماجی و قانونی نظام میں وہی حقوق حاصل ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ فقہِ السیر میں یہ اصول بنیادی شہری حقوق، عدل، اور معاشرتی ہم آہنگی کے لیے ناگزیر ہے۔ یہ اقتباس ظاہر کرتا ہے کہ اسلامی فقہ غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ تعلقات میں مساوات، حفاظت اور تعاون کے اصولوں کو عملی بنیاد پر نافذ کرتی ہے۔

غیر مسلم اقلیتوں کے بنیادی انسانی اور شہری حقوق فقہِ السیر میں شرعی، قانونی اور اخلاقی اعتبار سے مضبوط بنیاد رکھتے ہیں۔ ان حقوق میں جان، مال، عزت، مذہبی آزادی، عدالتی تحفظ اور معاشرتی مساوات شامل ہیں۔ یہ اصول نہ صرف اسلامی معاشرت میں امن اور بقائے باہمی کو یقینی بناتے ہیں بلکہ عصری انسانی حقوق کے تصور سے بھی ہم آہنگ ہیں۔ فقہِ السیَر ان اصولوں کو عملی اور نظریاتی طور پر متوازن طریقے سے غیر مسلم اقلیتوں کے تحفظ کے لیے نافذ کرتی ہے۔

معاشی، تعلیمی اور سماجی حقوق و ذمہ داریاں

فقہِ السیَر میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ تعلقات کا اصول حقوق و ذمہ داریوں کے توازن پر قائم ہے۔ یہ اصول درج ذیل نکات پر مشتمل ہیں:

1. **معاشی حقوق و ذمہ داریاں:**
   - غیر مسلم شہری جزیہ ادا کرتے ہیں تاکہ ان کے مال و جان کی حفاظت ہو اور ریاست کے عمومی مفاد کا تحفظ ممکن ہو۔
   - فقہاء نے جزیہ کو صرف مالی بوجھ نہیں بلکہ معاشرتی تعاون اور عدل و انصاف کے قیام کا ذریعہ قرار دیا ہے۔
2. **تعلیمی حقوق و ذمہ داریاں:**
   - غیر مسلم اقلیتیں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں آزاد ہیں تاکہ اپنی مذہبی، ثقافتی اور معاشرتی شناخت برقرار رکھ سکیں۔
   - تعلیم سماجی ہم آہنگی، علمی ترقی اور شہری فہم کے لیے ضروری ہے۔
3. **سماجی حقوق و ذمہ داریاں:**
   - غیر مسلم شہری معاشرتی اور سماجی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے حق دار ہیں بشرطیکہ اسلامی قوانین اور عدل و انصاف کی خلاف ورزی نہ ہو۔
   - معاشرتی تعاون اور حسنِ سلوک ان کی سماجی ذمہ داری ہے، جو ان کے حقوق کے مؤثر تحفظ کا ذریعہ ہے۔
4. **حقوق اور ذمہ داریوں کا توازن:**
   - حقوق اور ذمہ داریاں ایک متوازن نظام کے تحت وضع کیے گئے ہیں تاکہ غیر مسلم شہری اپنی انسانی و شہری حیثیت کے ساتھ فعال زندگی گزار سکیں۔
   - یہ نظام معاشرتی امن، بقائے باہمی اور عدل کے قیام کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔
5. **عصری معنویت:**
   - یہ اصول آج کے کثیر المذاہب اور کثیر الثقافتی معاشروں میں بھی عملی رہنمائی فراہم کرتے ہیں، جہاں شہری حقوق اور ذمہ داریاں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ رہیں۔ ابو یوسفؒ بیان کرتے ہیں کہ غیر مسلم اقلیتوں کے معاشی حقوق اور ذمہ داریاں ان کے تحفظ اور معاشرتی توازن کے لیے ضروری ہیں۔

أَهْلُ الذِّمَّةِ يَدْفَعُونَ الْجِزْيَةَ فِي حِفْظِ أَمْوَالِهِمْ وَحِمَايَةِ دَارِهِمْ، وَعَلَيْهِمْ أَنْ يُحَافِظُوا عَلَى مَصَالِحِ الْمُسْلِمِينَ وَالْخُلُقِ الْعَامَّةِ[27]

"اہل ذمہ جزیہ ادا کرتے ہیں تاکہ ان کے مال اور ریاست محفوظ رہیں، اور ان پر لازم ہے کہ وہ مسلمانوں کے مفادات اور عمومی اخلاق کی حفاظت کریں۔"

ابو یوسفؒ کے مطابق جزیہ صرف مالی فریضہ نہیں بلکہ معاشرتی شراکت داری اور عدل و انصاف کے قیام کا ذریعہ ہے۔ فقہِ السیَر کے اصول کے مطابق، یہ معاشی ذمہ داری غیر مسلم اقلیتوں کو ریاستی حفاظت اور اجتماعی ہم آہنگی کے ساتھ مربوط کرتی ہے۔ یہ اصول عصری معاشی تعاون، شہری خدمات اور ٹیکس کے نظام کے تصور سے ہم آہنگ ہے۔

امام شاطبیؒ بیان کرتے ہیں کہ غیر مسلم اقلیتوں کی تعلیمی اور سماجی ذمہ داریاں معاشرتی ہم آہنگی کے لیے لازم ہیں۔

---

[27] ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم۔ کتاب الخراج، مکتبہ: دار المعرفۃ، بیروت، 1979ء، ص84

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

يَجِبُ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ أَنْ يُحَافِظُوا عَلَى تَعْلِيمِ أَبْنَائِهِمْ وَمُشَارَكَةِ الْمُجْتَمَعِ فِي مَعَاشِرِهِ وَالْمُصَالِحِ الْعَامَّةِ بِغَيْرِ إِخْلَالٍ بِحُقُوقِهِمْ[28]

"اہلِ ذمہ پر لازم ہے کہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کو یقینی بنائیں اور معاشرتی، سماجی اور عمومی مفادات میں شریک ہوں، بشرطیکہ ان کے حقوق مجروح نہ ہوں۔"

امام شاطبیؒ کے مطابق، غیر مسلم شہریوں کی تعلیم اور معاشرتی شراکت ان کے حقوق کے متضاد نہیں بلکہ ان کے تحفظ کا ذریعہ ہے۔ فقہِ السیَر کے اصول میں یہ ذمہ داریاں معاشرتی تعاون، عدل و انصاف اور بقائے باہمی کے لیے ضروری ہیں، اور عصری تعلیم و سماجی شراکت کے تصور سے مکمل ہم آہنگ ہیں۔

فقہِ السیَر میں غیر مسلم اقلیتوں کے معاشی، تعلیمی اور سماجی حقوق اور ذمہ داریاں متوازن اور شرعی بنیادوں پر قائم ہیں۔ معاشی ذمہ داری، تعلیمی کوشش اور سماجی شراکت ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے لازمی ہیں۔ یہ نظام معاشرتی ہم آہنگی، عدل و انصاف اور بقائے باہمی کو یقینی بناتا ہے۔ عصری کثیر المذاہب معاشروں میں یہ اصول غیر مسلم اقلیتوں کے تحفظ اور فعال شہری حیثیت کے لیے عملی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

اسلامی تاریخ میں حقوق و فرائض کی عملی تطبیقات

اسلامی تاریخ میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق و فرائض کی عملی تطبیقات فقہِ السیَر کے اصولوں کی عملی عکاسی کرتی ہیں۔ خلفائے راشدین اور عباسی حکمرانوں نے غیر مسلم شہریوں کے مالی، تعلیمی اور سماجی حقوق کو مؤثر طریقے سے نافذ کیا، تاکہ ان کے تحفظ اور معاشرتی ہم آہنگی کو یقینی بنایا جا سکے۔ مالی ذمہ داریوں میں جزیہ کی ادائیگی شامل تھی، جو صرف ایک محصول نہیں بلکہ ریاستی تحفظ اور معاشرتی توازن قائم رکھنے کا ذریعہ تھی۔ تعلیمی میدان میں غیر مسلم شہریوں کو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں مکمل آزادی حاصل تھی اور انہیں اپنے ثقافتی اور مذہبی ادارے قائم رکھنے کی اجازت تھی، بشرطیکہ یہ معاشرتی امن اور عمومی مفاد کے خلاف نہ ہو۔ سماجی میدان میں غیر مسلم اقلیتوں کو روزمرہ زندگی، ثقافتی رسومات اور معاشرتی تعلقات میں حصہ لینے کی آزادی حاصل تھی، اور ان سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ عدل، اخلاق اور معاشرتی تعاون کے اصولوں کی پاسداری کریں۔ تاریخی مثالیں واضح کرتی ہیں کہ حقوق اور ذمہ داریاں ایک متوازن نظام کے تحت نافذ کی جاتی تھیں، جس سے نہ صرف غیر مسلم شہریوں کے تحفظ کو یقینی بنایا جاتا بلکہ اسلامی معاشرہ بھی امن و استحکام کی حالت میں قائم رہتا تھا۔ یہ عملی تطبیقات آج کے کثیر المذاہب اور کثیر الثقافتی معاشروں کے لیے ایک مؤثر رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

ابن عبد البرؒ بیان کرتے ہیں کہ خلافتِ راشدہ میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق اور ذمہ داریاں عملی طور پر نافذ کی گئی تھیں۔

وَكَانَ أَهْلُ الذِّمَّةِ فِي خِلَافَةِ الرَّاشِدِينَ يَتَعَامَلُونَ بِالْعَدْلِ وَالْمُسَاوَاةِ فِي الْمَعَاشِ وَالْمَالِ وَالْعِبَادَةِ، وَيُحَافَظُ عَلَى حُقُوقِهِمْ بِكُلِّ دِقَّةٍ[29]

"خلافتِ راشدہ میں اہلِ ذمی عدل اور مساوات کے ساتھ زندگی گزارتے، مال، معاشرت اور عبادات میں حقوق محفوظ رہتے، اور ان کے حقوق ہر لحاظ سے بحال رکھے جاتے تھے۔"

ابن عبد البرؒ کے مطابق، اسلامی تاریخ میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق صرف نظریاتی اصول نہیں بلکہ عملی طور پر نافذ تھے۔ جزیہ اور دیگر مالی ذمہ داریاں عدل کے ساتھ وصول کی گئیں، سماجی رسومات، عبادات اور ثقافتی آزادی برقرار رہی، اور غیر مسلم شہری اپنی شہری حیثیت کے ساتھ زندگی گزار سکتے تھے۔ یہ عملی مثالیں فقہِ السیَر کے نظریاتی اصولوں کو عملی میدان میں نافذ کرنے کی تصدیق کرتی ہیں۔

القدوریؒ بیان کرتے ہیں کہ عباسی دور میں غیر مسلم شہریوں کی تعلیمی اور سماجی آزادی برقرار رکھی گئی۔

أُذِنَ لِلأَهْلِ فِي دَوْرِهِمْ وَمَدَارِسِهِمْ أَنْ يَعْلِمُوا أَبْنَاءَهُمْ وَيُحَافِظُوا عَلَى عُرُوفِهِمْ وَتَقَالِيدِهِمْ بِدُونِ إِخْلَالٍ بِالْمَصَالِحِ الْعَامَّةِ وَالْأَمْنِ[30]

---

[28] امام شاطبی، ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ۔ الموافقات في أصول الشريعة، مکتبہ: دار ابن عفان، قاہرہ، 2003ء، ج 2، ص 220

[29] ابن عبد البر، یعقوب بن عبد اللہ۔ الاستذکار، مکتبہ: دار المعرفة، بیروت، 1999ء، ج 3، ص 201

[30] القدوری، عبد الرحمن بن محمد۔ المغنی فی فقہ الدیار الاسلامیہ، مکتبہ: دار الفکر، بیروت، 2002ء، ج 1، ص 87

"ان کو اپنے گھروں اور مدارس میں اجازت تھی کہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کریں اور اپنی روایات اور تہذیبی رسم ورواج برقرار رکھیں، بشرطیکہ عمومی مفاد اور امن متاثر نہ ہوں۔"

القدوریؒ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی تاریخ میں غیر مسلم شہریوں کی تعلیمی اور سماجی آزادی عملی طور پر نافذ تھی۔ حکومت کی مداخلت صرف اس حد تک تھی کہ معاشرتی امن اور عمومی مفاد متاثر نہ ہو۔ یہ مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ فقہِ السیَر میں حقوق اور ذمہ داریاں عملی میدان میں مؤثر طور پر نافذ تھیں اور غیر مسلم شہری اپنی حقوق اور ذمہ داریاں متوازن انداز میں پورا کر سکتے تھے۔

اسلامی تاریخ میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق و فرائض نظریاتی اصولوں کے مطابق عملی طور پر نافذ تھے۔ مالی، تعلیمی اور سماجی ذمہ داریاں ان کے حقوق کے تحفظ اور معاشرتی ہم آہنگی کے لیے لازمی تھیں۔ یہ عملی تجربات ثابت کرتے ہیں کہ فقہِ السیَر حقوق و فرائض کو عملی اور مؤثر طریقے سے نافذ کرنے میں کامیاب رہی۔ عصری کثیر المذاہب معاشروں کے لیے یہ تاریخی نمونے پالیسی سازی اور بین المذاہب تعاون کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

عصری ریاست، جدید چیلنجز اور فقہِ السیَر کی تطبیقات

قومی ریاست، شہریت اور مساوی حقوق کا تصور

عصری ریاستوں میں قومی ریاست، شہریت اور مساوی حقوق کے تصورات غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ تعلقات میں ایک اہم عصری چیلنج کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ فقہِ السیَر کے اصول عصری ریاست کے تقاضوں سے ہم آہنگ رہتے ہوئے یہ وضاحت کرتے ہیں کہ غیر مسلم شہری بھی مساوی شہری حقوق کے حامل ہیں اور ریاست کے قانونی، معاشرتی اور اخلاقی نظام میں مکمل طور پر شمولیت کے مستحق ہیں۔ اس تصور کے مطابق، ہر شہری چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلم، قانونی تحفظ، تعلیم، معاشی مواقع، اور سماجی تعاون کے یکساں حقوق رکھتا ہے۔ فقہاء نے اسلامی معاشرت میں شہریت اور مساوی حقوق کے اصول کو صرف نظریاتی تقاضا نہیں بلکہ عملی ضرورت بھی قرار دیا تاکہ عصری ریاست میں امن، عدل اور بقائے باہمی قائم رہ سکے۔ عصری معاشرت میں یہ اصول قومی قوانین، بین الاقوامی انسانی حقوق اور اقلیتوں کے تحفظ کے عالمی معیار سے ہم آہنگ ہیں، اور غیر مسلم شہریوں کی شہریت کے حقوق و فرائض کو عملی طور پر نافذ کرنے کا رہنما اصول فراہم کرتے ہیں۔

شیخ شاطبیؒ بیان کرتے ہیں کہ غیر مسلم شہری بھی ریاست میں مساوی شہری حقوق کے حقدار ہیں۔

يَجِبُ أَنْ يَحْظَى أَهْلُ الذِّمَّةِ بِكُلِّ حُقُوقِ الْمُواطَنَةِ وَالْحِمَايَةِ، وَأَنْ يُحَافَظَ عَلَى عَدْلِهِمْ فِي الْمَعَايِشِ وَالْمُؤَسَّسَاتِ وَالْخِدْمَاتِ[31]

"اہل ذمی کو تمام شہری حقوق اور تحفظ حاصل ہونا چاہیے، اور ان کے ساتھ معاشرت، اداروں اور خدمات میں عدل قائم رکھا جائے۔"

شیخ شاطبیؒ کے مطابق غیر مسلم شہریوں کی مساوی شہریت صرف نظریاتی اصول نہیں بلکہ عملی طور پر نافذ ہونی چاہیے۔

ان کے مالی، تعلیمی، سماجی اور قانونی حقوق برقرار رکھے جائیں۔ عصری ریاست میں مساوی شہری حقوق کے تصور سے یہ اصول شہریت اور انسانی حقوق کے عالمی معیارات کے ساتھ ہم آہنگ ہیں۔ یہ عملی رہنمائی غیر مسلم اقلیتوں کی شمولیت اور امن قائم رکھنے کے لیے اہم ہے۔ ابن قدامہؒ بیان کرتے ہیں کہ مساوی شہری حقوق غیر مسلم اقلیتوں کی قانونی اور سماجی حفاظت کے لیے ضروری ہیں۔

أَهْلُ الذِّمَّةِ يَحِقُّ لَهُمْ الْحِمَايَةُ وَالْمُعَامَلَةُ بِالْعَدْلِ فِي جَمِيعِ شُؤُونِ الدَّوْلَةِ، وَأَنْ يُتَمَتَّعُوا بِحُرِّيَّاتِهِمْ دُونَ تَمْيِيزٍ[32]

"اہل ذمی کے لیے حفاظت اور عدل کے ساتھ تمام ریاستی امور میں شمولیت کا حق ہے، اور انہیں اپنی آزادیوں سے بغیر کسی امتیاز کے فائدہ اٹھانے کا حق حاصل ہے۔"

ابن قدامہؒ کے مطابق مساوی شہری حقوق غیر مسلم شہریوں کے قانونی، سماجی اور انسانی تحفظ کے لیے لازمی ہیں۔

یہ اصول عصری ریاست میں شہریت کے مساوی حقوق، انسانی آزادی اور انصاف کے بنیادی تقاضوں سے ہم آہنگ ہیں۔ فقہِ السیَر غیر مسلم شہریوں کی شمولیت، عدل اور بقائے باہمی کے لیے عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ عصری ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ تعلقات میں قومی شہریت اور مساوی حقوق کا تصور فقہِ السیَر کے

31 شیخ شاطبی، ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ۔ الموافقات فی أصول الشریعة، مکتبہ: دار ابن عفان، قاہرہ، 2003ء، ج2، ص245

32 ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد۔ المغنی، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1997ء، ج10، ص425

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

اصولوں سے مکمل ہم آہنگ ہے۔ غیر مسلم شہریوں کو تمام قانونی، معاشرتی اور اخلاقی حقوق حاصل ہیں، اور ان کے ساتھ عدل و انصاف قائم رکھنا لازمی ہے۔ یہ اصول عصری کثیر المذاہب معاشروں، بین الاقوامی انسانی حقوق اور شہری مساوات کے عالمی معیار کے لیے عملی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ فقہِ السیر کی یہ تطبیقات غیر مسلم اقلیتوں کی شہریت، تحفظ اور شمولیت کے لیے نظریاتی اور عملی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔

جدید انسانی حقوق نظام اور فقہِ السیر

جدید دور میں انسانی حقوق نظام نے دنیا بھر میں شہریوں کے بنیادی حقوق اور آزادیوں کو واضح اور قانونی شکل دی ہے۔ عصری انسانی حقوق کے اصول، جیسے زندگی، آزادی، مساوات، مذہبی آزادی اور قانونی تحفظ، غیر مسلم اقلیتوں کے تحفظ کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ فقہِ السیر کے اصول اس جدید انسانی حقوق نظام کے ساتھ ہم آہنگ ہیں کیونکہ اسلام نے غیر مسلم شہریوں کے لیے جان، مال، عزت، تعلیم اور مذہبی آزادی کے حقوق کو اپنی روایات میں واضح طور پر محفوظ کیا ہے۔ فقہاء نے یہ حقوق عملی طور پر نافذ کرتے ہوئے مساوات اور عدل کے اصول کو برقرار رکھا اور غیر مسلم شہریوں کی قانونی و سماجی حفاظت کو یقینی بنایا۔

شیخ شاطبیؒ بیان کرتے ہیں کہ غیر مسلم شہریوں کے حقوق انسانی حقوق معیار کے مطابق ہیں۔

> أَهْلُ الذِّمَّةِ يَحِقُّ لَهُمُ الْحَيَاةُ وَالْمَالُ وَالْحُرِّيَّةُ وَالْمُعَامَلَةُ بِالْعَدْلِ، وَيَجِبُ أَنْ يُحَافَظَ عَلَى كُلِّ حُقُوقِهِمْ دُونَ تَمْيِيزٍ[33]
>
> "اہلِ ذمی کے لیے زندگی، مال، آزادی اور عدل کے ساتھ شمولیت کا حق ہے، اور ان کے تمام حقوق بغیر کسی امتیاز کے محفوظ رہنے چاہیے۔"

شیخ شاطبیؒ کے مطابق غیر مسلم شہریوں کے بنیادی حقوق انسانی حقوق کے معاصر معیار کے مطابق ہیں۔ فقہِ السیر میں یہ حقوق جان، مال، آزادی، تعلیم اور سماجی تحفظ کے بنیادی اصولوں کے مطابق نافذ کیے گئے تھے۔ عصری انسانی حقوق کے قوانین میں بھی یہ اصول بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، جیسے ہر شہری کی مساوی حیثیت، مذہبی آزادی اور قانونی تحفظ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فقہِ السیر حقوق انسانی کی شرعی اور عملی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

ابن قدامہؒ بیان کرتے ہیں کہ فقہِ السیر میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق جدید انسانی حقوق کی قانونی اور اخلاقی تشریحات سے ہم آہنگ ہیں۔

> يَحِقُّ لِأَهْلِ الذِّمَّةِ الْحِمَايَةُ وَالْحُرِّيَّةُ وَالْمُعَامَلَةُ بِالْمُسَاوَاةِ فِي كُلِّ شُؤُونِ الدَّوْلَةِ، وَأَنْ يُحَافَظَ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَأَعْرَاضِهِمْ[34]
>
> "اہلِ ذمی کو ریاست کے تمام امور میں حفاظت، آزادی اور مساوی شمولیت حاصل ہے، اور ان کے مال و عزت کا تحفظ یقینی بنایا جاتا ہے۔"

ابن قدامہؒ کے مطابق، غیر مسلم شہریوں کے حقوق فقہِ السیر میں مساوات، آزادی اور قانونی تحفظ کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ یہ حقوق جدید انسانی حقوق کے معیارات سے ہم آہنگ ہیں، جیسے ہر شہری کی حفاظت، اظہارِ آزادی اور قانونی انصاف۔ اسلامی فقہ نے غیر مسلم شہریوں کے حقوق کو نظریاتی اور عملی دونوں سطحوں پر نافذ کیا تاکہ عصری ریاست میں عدل و انصاف اور بقائے باہمی کو یقینی بنایا جاسکے۔

فقہِ السیر اور جدید انسانی حقوق نظام کے اصول ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہیں، کیونکہ دونوں میں جان، مال، آزادی، مساوات اور قانونی تحفظ کے اصول بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ غیر مسلم شہریوں کے حقوق فقہِ السیر میں عملی طور پر نافذ کیے گئے تھے اور عصری انسانی حقوق کے معیار کے مطابق شہریت اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ یہ مطابقت عصری ریاستوں اور بین الاقوامی قوانین میں غیر مسلم اقلیتوں کی شمولیت، تحفظ اور مساوی حقوق کے لیے عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ فقہِ السیر جدید چیلنجز میں بھی غیر مسلم شہریوں کے حقوق کی قانونی اور اخلاقی بنیاد فراہم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

نتائج

1. اسلامی فقہ نے غیر مسلم شہریوں کے جان، مال، عزت، تعلیم، مذہبی اور سماجی حقوق کو اصولی اور عملی بنیادوں پر محفوظ کیا۔
2. غیر مسلم شہریوں کے حقوق کے ساتھ ان کی ذمہ داریاں بھی واضح ہیں، جیسے مالی ذمہ داریاں (جزیہ) اور معاشرتی تعاون، تاکہ عدل اور ہم آہنگی برقرار رہے۔

---

33 شیخ شاطبی، ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ۔ الموافقات فی أصول الشریعۃ، مکتبہ: دار ابن عفان، قاہرہ، 2003ء، ج2، ص278

34 ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد۔ المغنی، مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1997ء، ج10، ص432

3. خلافت راشدہ اور عباسی دور میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق عملی طور پر نافذ کیے گئے، جس سے معاشرتی شمولیت اور امن قائم رہا۔
4. فقہِ السیَر مساوی شہری حقوق، مذہبی آزادی، اور قانونی تحفظ کو غیر مسلم اقلیتوں کے لیے یقینی بناتی ہے۔
5. فقہِ السیَر کے اصول جدید انسانی حقوق، قومی قوانین اور بین الاقوامی معیارات کے ساتھ ہم آہنگ ہیں، اور موجودہ کثیر المذاہب معاشروں میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔
6. غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ حسنِ معاشرت، عدل، احسان اور تعاون کے اصول فقہِ السیَر میں واضح ہیں، جو عصری سماجی اور ثقافتی ہم آہنگی کو فروغ دیتے ہیں۔
7. فقہِ السیَر کے اصول تاریخی تناظر میں ہی نہیں بلکہ موجودہ عصری، کثیر الثقافتی اور کثیر المذاہب معاشروں میں بھی مؤثر رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔
8. تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ فقہِ السیَر غیر مسلم شہریوں کے حقوق و فرائض کو اصولی اور تشریعی لحاظ سے مؤثر انداز میں بیان کرتی ہے، جو نظریہ اور عملی میدان دونوں میں قابل عمل ہے۔

سفارشات

1. عصری ریاستوں میں فقہِ السیَر کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے غیر مسلم شہریوں کے مالی، سماجی اور مذہبی حقوق کو قانونی طور پر یقینی بنایا جائے۔
2. سکولوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں فقہِ السیَر کے اصول اور غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق و ذمہ داریاں شامل کی جائیں تاکہ معاشرتی شعور اور ہم آہنگی فروغ پائے۔
3. غیر مسلم اقلیتوں اور مسلم اکثریت کے درمیان سماجی، ثقافتی اور اقتصادی تعاون کے پروگرامز تشکیل دیے جائیں تاکہ بقائے باہمی اور اشتراک کو فروغ دیا جا سکے۔
4. انسانی حقوق کے جدید معیارات اور بین الاقوامی قوانین کے ساتھ فقہِ السیَر کے اصولوں کی ہم آہنگی کو یقینی بنایا جائے تاکہ غیر مسلم شہریوں کے حقوق عالمی سطح پر بھی محفوظ رہیں۔
5. علماء، سماجی رہنما اور پالیسی ساز غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق، شہری مساوات اور فقہِ السیَر کی عصری تطبیقات پر تربیت حاصل کریں تاکہ معاشرتی پالیسیاں عملی طور پر نافذ کی جاسکیں۔
6. عوام میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق، مساوات اور بقائے باہمی کے اصولوں کے حوالے سے آگاہی پیدا کی جائے تاکہ معاشرتی ہم آہنگی اور فرقہ وارانہ تنازعات کم ہوں۔
7. اسلامی تاریخ اور عصری معاشرت میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق و فرائض کے عملی مظاہر کا تحقیقی مطالعہ جاری رکھا جائے تاکہ معاشرتی و قانونی رہنمائی مستحکم ہو۔
8. فقہِ السیَر کی روشنی میں بین المذاہب مکالمے اور معاشرتی تعاون کے پلیٹ فارم تشکیل دیے جائیں تاکہ مختلف مذاہب کے درمیان اعتماد اور شمولیت بڑھائی جا سکے۔

خلاصہ

یہ تحقیق اسلامی فقہِ السیَر کی روشنی میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ معاشرتی تعلقات کی اصولی بنیادوں اور ان کی عصری تطبیقات کا جامع مطالعہ پیش کرتی ہے۔ مقالے میں واضح کیا گیا ہے کہ فقہِ السیَر نہ صرف غیر مسلم شہریوں کے حقوق و ذمہ داریوں کو اصولی اور تشریعی بنیادوں پر مرتب کرتی ہے بلکہ ان کے عملی تحفظ، مساوات، سماجی شمولیت اور مذہبی آزادی کو بھی یقینی بناتی ہے۔ تاریخی مثالوں کے ذریعے ظاہر کیا گیا ہے کہ خلافت راشدہ اور عباسی دور میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق عملی طور پر نافذ کیے گئے اور معاشرتی ہم آہنگی قائم رہی۔ تحقیق میں عصری ریاست، جدید انسانی حقوقی نظام اور بین الاقوامی قوانین کے تناظر میں فقہِ السیَر کے اصولوں کی تطبیق پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ نہ صرف تاریخی بلکہ موجودہ کثیر المذاہب اور کثیر الثقافتی معاشروں میں بھی غیر مسلم اقلیتوں کے تحفظ، مساوات اور شمولیت کے لیے مؤثر رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ مقالے کے نتائج اور سفارشات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ، تعلیم، اقتصادی مواقع، سماجی تعاون اور بین المذاہب مکالمے کے فروغ کے لیے فقہِ السیَر ایک مضبوط اور عملی فریم ورک فراہم کرتی ہے، جو عصری معاشرت میں عدل، حسنِ معاشرت اور بقائے باہمی کے قیام میں کلیدی کردار ادا کر سکتی ہے۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

مصادر و مراجع

1. امام محمد بن حسن الشیبانی، محمد بن حسن۔ السیر الکبیر۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1997ء
2. امام سرخسی، محمد بن احمد۔ المبسوط۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1993ء
3. امام شافعی، محمد بن ادریس۔ الرسالۃ۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2002ء
4. امام ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر۔ إعلام الموقعین عن رب العالمین۔ بیروت: دار الجیل، 1991ء
5. وہبہ الزحیلی، وہبہ بن مصطفیٰ۔ آثار الحرب في الفقه الإسلامي۔ دمشق: دار الفکر، 1998ء
6. امام کاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود۔ بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1997ء
7. امام ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد۔ المغنی۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1997ء
8. امام ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم۔ کتاب الخراج۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1979ء
9. امام شاطبی، ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ۔ الموافقات في أصول الشریعة۔ قاہرہ: دار ابن عفان، 2003ء
10. امام نووی، یحییٰ بن شرف۔ روضۃ الطالبین۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2005ء
11. علامہ ابن عاشور، محمد الطاہر بن محمد۔ مقاصد الشریعة الإسلامیة۔ قاہرہ: دار السلام، 2006ء
12. امام قرطبی، محمد بن احمد۔ الجامع لأحکام القرآن۔ قاہرہ: دار الکتب المصریة، 1994ء
13. ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت۔ الآراء الفقهیة۔ بیروت: دار المعارف، 2005ء
14. امام غزالی، ابو حامد محمد بن محمد۔ إحیاء علوم الدین۔ بیروت: دار المعارف، 1996ء
15. ابن عبد البر، یعقوب بن عبد اللہ۔ الاستذکار۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1999ء
16. القدوری، عبد الرحمن بن محمد۔ المغني في فقه الدیار الإسلامیہ۔ بیروت: دار الفکر، 2002ء

Bibliography

1. Abu Ḥanīfah, Nuʿmān ibn Thābit. Al-Ārāʾ al-Fiqhiyyah. Beirut: Dār al-Maʿārif, 2005.
2. Abu Yūsuf, Yaʿqūb ibn Ibrāhīm. Kitāb al-Kharāj. Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1979.
3. Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid Muḥammad ibn Muḥammad. Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn. Beirut: Dār al-Maʿārif, 1996.
4. Al-Kāsānī, ʿAlāʾ al-Dīn Abū Bakr ibn Masʿūd. Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ fī Tartīb al-Sharāʾiʿ. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1997.
5. Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf. Rawḍat al-Ṭālibīn. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2005.
6. Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad. Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān. Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, 1994.
7. Al-Sarakhsī, Muḥammad ibn Aḥmad. Al-Mabsūṭ. Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1993.
8. Al-Shāṭibī, Abū Isḥāq Ibrāhīm ibn Mūsā. Al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharīʿah. Cairo: Dār Ibn ʿAffān, 2003.
9. Al-Shaybānī, Muḥammad ibn al-Ḥasan. Al-Siyar al-Kabīr. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1997.
10. Ibn ʿĀshūr, Muḥammad al-Ṭāhir ibn Muḥammad. Maqāṣid al-Sharīʿah al-Islāmiyyah. Cairo: Dār al-Salām, 2006.
11. Ibn ʿAbd al-Barr, Yūsuf ibn ʿAbd Allāh. Al-Istidhkār. Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1999.
12. Ibn al-Qayyim al-Jawziyyah, Muḥammad ibn Abī Bakr. Iʿlām al-Muwaqqiʿīn ʿan Rabb al-ʿĀlamīn. Beirut: Dār al-Jīl, 1991.
13. Ibn Qudāmah, ʿAbd Allāh ibn Aḥmad. Al-Mughnī. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1997.
14. Wahbah al-Zuḥaylī, Wahbah ibn Muṣṭafā. Āthār al-Ḥarb fī al-Fiqh al-Islāmī. Damascus: Dār al-Fikr, 1998.